وخیر جلیس فی الزمان کتاب

# میزان

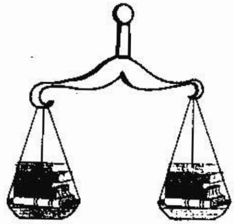

## تبصرۂ کتب

نام کتاب: مدنی معاشرہ (عہدِ رسالتؐ میں)

تالیف: دکتور اکرم ضیاء العمری

ترجمہ: عذرا نسیم فاروقی

ناشر: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

صفحات: ۵۶۹ قیمت: ۵۰۰ روپے

تبصرہ نگار: پروفیسر عبدالجبار شاکر۔ اسلام آباد

قرآن مجید اور ذخیرۂ احادیث کے مطالعے سے جو علم و فن نمایاں طور پر سامنے آتا ہے، وہ سیرت النبی ﷺ ہے۔ اس فن پر سب سے پہلی کتاب جو عربی زبان میں مرتب ہوئی، وہ حضرت عروہؓ بن زبیرؒ (م ۹۴ھ) کی ''مغازی رسول اللہ ﷺ'' ہے۔ اس کے بعد محدثین، مؤرخین اور مغازی نگاروں کی ایک طویل فہرست ہے، جنہوں نے روایاتِ سیرت کو جمع کرنے کی بھرپور اور ان تھک کوشش کی جس کے نتیجے میں ابھی تک ہزاروں کتب اور لاکھوں مقالات، سیرت کے مختلف موضوعات پر شائع ہو چکے ہیں اور جس کی تیس کے قریب فہارس و کتابیات مختلف زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ سیرت نگاروں کی اس طویل فہرست میں ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری کا نام ایک منفرد اہمیت کا حامل ہے۔ اہلِ علم اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ مسلمانوں نے جو فکر اصولِ تفسیر، اصولِ حدیث اور اصولِ فقہ میں صرف کی، وہ اعتنا ہمیں اصولِ سیرت کے سلسلے میں بہت کم دکھائی دیتا ہے۔ ہر چند سیرت کے موضوع پر بعض کتابوں کو امہات الکتب کا درجہ حاصل ہے، مگر خالص اصولِ سیرت کو متعین کرتے ہوئے کوئی علمی کاوش ابتدائی صدیوں میں دکھائی نہیں دیتی، جس کے باعث وقائع سیرت میں بسا اوقات اختلاف کی صورت پیدا ہوتی ہے، جس کو مستشرقین نے اپنے مخصوص مقاصد کے لئے کثرت سے استعمال کیا ہے۔

یہ اطمینان کا باعث ہے کہ دورِ حاضر میں بعض مصنفین نے اصولِ سیرت کی اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے سیرت کے اسلوب اور منہج پر فقہ السیر ہ کے عنوان سے چند اہم کتابیں لکھی ہیں، جن میں واقعات کے اخذ وقبول کے حوالے سے وہ معیار سامنے آتا ہے جو سیرت نگاری کا بنیادی لازمہ ہے۔

ان حضرات میں محمد سعید رمضان البوطی، منیر محمد غضبان، محمد الغزالی، الدکتور السید الجمیلی، زید بن عبدالکریم زید، حسین علی ابو طالب، الدکتور عماد الدین خلیل، دکتور مہدی رزق اللہ احمد، الدکتور عبدالرحمٰن علی الحجی، الدکتور حسین مونس اور الدکتور اکرم ضیاء العمری کے نام بہت نمایاں ہیں۔ ان میں دکتور العمری ۱۹۴۲ء میں موصل (عراق) میں پیدا ہوئے۔ جامعہ بغداد سے تاریخِ اسلام میں ایم اے (۱۹۶۶ء) اور جامعہ عین الشمس قاہرہ سے ڈاکٹریٹ (۱۹۷۴ء) کی اسناد حاصل کرنے کے بعد جامعہ بغداد اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تاریخِ اسلام اور سیرت کے استاد رہے۔ اس دوران انہوں نے اپنے طلبہ کو حدیث اور تاریخ کے واقعات میں تطبیق کا ایک ایسا اسلوب سکھایا جو اسلامی روایات اور جدید تحقیقی تقاضوں کے عین مطابق تھا۔ مقالات کی فہرست کے علاوہ ان کی مستقل تصانیف میں ترتیب وتصحیح وتحشیہ کے لحاظ سے ''المعرفۃ والتاریخ'' (یعقوب بن سفیان الفسوی)، ازواج النبیؐ (محمد بن زبالہ) اور ''مسند خلیفہ بن خیاط (ابن خیاط العصفوری البصری) شامل ہیں۔ ان کی اپنی تالیفات میں ''بحوث فی السنۃ المشرقۃ'' ''الرسالہ والرسول'' ''قیام المجتمع الاسلامی من منظور الحضاری'' ''التراث والمعاصرۃ'' ''السیرۃ النبویۃ الصحیحہ'' اور ''المجتمع المدنی فی عھد النبوۃ'' شامل ہیں۔ اس موقع پر ہم الدکتور اکرم ضیاء العمری کی جس تصنیف کو متعارف کرانا چاہتے ہیں۔ وہ ان کی آخر الذکر کتاب ہے، جس کا انگریزی ترجمہ خالد یحییٰ بلینکن شپ نے ۱۹۸۸ء میں کیا، جسے ''ادارہ فکر اسلامی، واشنگٹن، ڈی سی'' نے شائع کیا۔ اسی کتاب کا اُردو ترجمہ مرحومہ عذرا نسیم فاروقی (م ۱۴راگست ۲۰۰۴ء) نے کیا جو اُن کی وفات کے بعد جولائی ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔

پیشِ نظر کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں مدینۃ النبی میں اسلامی معاشرے کی تشکیل کے مراحل سے بحث ہے اور اس سلسلے میں یہود کے قبائل کی ریشہ دوانیوں اور ان کے فتنے سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کا ذکر ہے۔ دوسرے حصے میں اس اسلامی معاشرے کو درپیش بیرونی اور خارجی خطرات سے نمٹنے کی تفصیلات ہیں۔ اس ضمن میں تمام اہم جہادی معرکوں کی مستند تفصیلات فراہم کی گئی ہیں۔ آخری پانچ ابواب میں عام الوفود، صدیقِ اکبرؓ کی قیادت میں حج کی ادائیگی، حجۃ الوداع، لشکرِ اُسامہؓ کی تیاری اور آپ ﷺ کی وفات کی تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔ ان تمام واقعات کی پیش کش میں

مصنف نے سیرت نگاری کا ایک ایسا منہج وضع کیا ہے جو محدثین کے کڑے اُصولوں کے قریب تر اور جدید مغربی مؤرخین کے اصول تاریخ کے تقاضوں پر بھی پورا اتر تا ہے۔ یوں ڈاکٹر العمری نے اس تاریخی چیلنج کو قبول کیا ہے کہ سیرت اور تاریخ اسلام کو محدثین کرام کے اختیار کردہ اصولِ تحقیق کے مطابق لکھا جائے۔ گزشتہ صدیوں میں اس اصول کی اہمیت کو تسلیم نہ کرنے کے نتیجے میں وحدتِ امت کا تصور مجروح ہوا ہے اور نتیجتاً فرقہ وارانہ سوچ کو تقویت ملی ہے۔ ہمیں اس مرحلے پر مصنف کی اس رائے سے کامل اتفاق ہے کہ مغربی دنیا کے مستشرقین اور عالمِ اسلام میں ان کے ہم نوا مصنفین نے جو تاریخی معیار متعین کیا ہے، وہ اسلامی تاریخ کے اس اولین دور کو صحیح تناظر میں دیکھنے اور سمجھنے میں ناکام ثابت ہوا ہے۔ مغربی مؤرخین کا یہ تحقیقی کام مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے متعارض اور علمی معیار کے لحاظ سے غیر مستند ہے۔ ان کے نزدیک غزواتِ نبوی کا محرک تجارتی اور اقتصادی مفادات ہیں، جبکہ اسلامی نقطۂ نظر سے یہ جہادی کوششیں اسلامی معاشرے کی تقویت اور اسلامی ریاست میں اللہ کی حاکمیت کو قائم کرنے کے لئے تھیں۔ اس کے مابعد زمانوں میں بھی اسلامی سپاہ کے پیشِ نظر یہی مقاصد رہے ہیں۔ اموی خلفاء نے زابلستان جیسے غریب اور تمام تر معاشی منفعتوں سے محروم علاقے میں بار بار جہادی سرگرمیوں کو جس نیت سے جاری رکھا، یہ اسلامی جہاد کی نوعیت اور مقصدیت کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ مغرب کے محققین نے حدیث کو مسترد کرنے اور محض تاریخی روایات پر اعتماد کرنے کے نتیجے میں اسلامی تاریخ اور اس کے وقائع کے بارے میں سراسر غلط نتائج مرتب کئے ہیں۔ ڈاکٹر عمری کا یہ مطالعہ اس ضمن میں سیرت نگاری کے ایک سائنٹیفک اسلوب کو پیش کرتا ہے جس کی روشنی میں ہم سیرت کے واقعات کی تکمیل میں احادیث سے کماحقہ استفادہ کر سکتے ہیں۔ مصنف نے اس ضمن میں صحیحین کی روایات کے علاوہ سنن اربعہ سے بھی بھرپور استفادہ کیا ہے۔ نیز وہ ضعیف روایات جن کا تعلق احکام یا تعامل سے نہیں، انہیں بہت عمدگی سے تاریخی واقعات کی تکمیل میں استعمال کیا ہے۔ یوں علوم الحدیث سے سیرت نگاری کے منہج کو واضح کرنے میں مصنف نے جس دقتِ نظر اور بالغ نظری سے کام لیا ہے، وہ دورِ حاضر کے سیرت نگاروں کے لئے ایک ایسی اساس ہے جس کے ذریعے ہم ذخیرۂ حدیث کا ازسرِ نو مطالعہ کر کے آئینۂ سیرت کو مزید مصفا اور مجلا کر سکتے ہیں۔

الدکتور العمری کی اس تصنیف کے پہلے حصے کے پہلے دو ابواب میں مطالعۂ سیرت کے جس اسلوب، اصول اور اساس کو بیان کیا گیا ہے، وہ مصنف کے تاریخی شعور اور محدثانہ بصیرت پر دلالت کرتے ہیں۔ مصنف تاریخ کے وقائع کو بھی محدثانہ جرح و تعدیل کے آئینے میں دیکھنے کی کوشش کرتے

ہیں۔ انہوں نے صحیح اور حسن احادیث کے ساتھ ضعیف احادیث سے جس طرح استفادے کی راہ نکالی ہے، اس سے اُن کی عالمانہ شان کا اظہار ہوتا ہے۔ ان اصولوں کو مدنی معاشرے کے مختلف احوال کو جاننے کے سلسلے میں جس اسلوب کا استعمال کیا گیا ہے، اس سے ان کے علمی، تحقیقی اور معروضی شعور کا پتا چلتا ہے۔ اس حصے کے دوسرے ابواب میں مواخات، مسجدِ نبویؐ کے انتظام، اصحابِ صفہ اور میثاقِ مدینہ کی مفید معلومات کا پتا چلتا ہے۔ یہود کے تینوں معروف قبائل کی پے در پے عہد شکنی کے ضمن میں بہت سی مفید معلومات سامنے آئی ہیں۔ اس ضمن میں یہود اور غیر یہود کے ساتھ طے پانے والے معاہدات کی تفصیل بھی لائقِ داد ہے۔

اس اہم کتاب کے دوسرے حصے میں مشرکین کے خلاف رسول اللہ ﷺ کی جہادی سرگرمیوں کا ایک نئے تحقیقی تناظر سے جائزہ لیا گیا ہے۔ اس ضمن میں مدنی معاشرے اور ریاست کے بہت سے اہم سیاسی اور دستوری مسائل بھی زیرِ بحث آئے ہیں۔ اس دوسرے باب کی ابتدا میں تمہید کے عنوان سے جو چودہ صفحات لکھے گئے، یہ وہ اہم مباحث ہیں جو سیرت نگاری میں اس کے اصول ومبادی کو پیش کرتے ہیں۔ محدثین کے ہاں اسناد اور متن کی بحث کے حوالے سے سیرت نگاری میں بھی ان دونوں پہلوؤں کی اہمیت کو پیش کیا گیا ہے۔ مستشرقین کی یہ پھبتی کہ محدثین اسناد کی پختگی کے بعد متن پر توجہ نہیں کرتے، اس کی مدلّل تردید کی گئی ہے۔ مصنف بار بار اس پہلو پر توجہ دلاتے ہیں کہ محدثینِ کرام کے منہج اور جدید تنقید کے طریقِ کار کے باہمی اشتراک سے بہترین علمی نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ ہم اس طور پر اپنے علمی سرمائے میں تاریخی تنقید کے خلا کو پورا کر سکتے ہیں۔ اس منہج کو قبول کرنے کے نتیجے میں جہاں سیرت کے صحیح اور مستند وقائع ہمیں میسر ہوں گے وہاں مستشرقین کی خام کاریوں کا بھی علاج ہو سکے گا۔ سیرت اور اصولِ سیرت پر اس اہم کتاب کے اُردو ترجمے میں جس مہارت، ادبیت اور علمیت کو برقرار رکھا گیا ہے وہ مترجمہ مرحومہ عذرا نسیم فاروقی کی بلند پایہ علمی استعداد، اخذِ مطالب کی اعلیٰ صلاحیت اور ابلاغ کے وسائل سے بھرپور استفادے کی صلاحیت کو ظاہر کرتی ہے۔ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کی یہ علمی کوشش اُردو ادبیات میں اصولِ سیرت کے ایک ایسے منہج کو پیش کرتی ہے جو سیرت نگاروں کی اوّلین اور اہم ترین ضرورت ہے۔ فنِ ترجمہ کے لحاظ سے اس کامیاب کوشش کے ساتھ ادارے نے اس کی فنی تدوین کے ضمن میں جس شعور، سلیقے اور اہتمام کا اظہار کیا ہے، وہ لائقِ داد ہے۔ ہماری درخواست ہے کہ ادارے کو اس قسم کی مفید اور ضخیم کتابوں کے مجلّد ایڈیشن شائع کرنا چاہئیں تاکہ ان کی حفاظت اور افادیت کو تادیر یقینی بنایا